Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۵/۴۰	ہفتہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ، ۲۱ شہادت ۱۳۶۹ہش، ۲۱ اپریل ۱۹۹۰ء	نمبر ۹۱

محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت فضل عمر، بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ ۔ کی صحت آنکھ کا آپریشن ہونے کے بعد سے ناساز ہے اس آنکھ میں انفکشن کی وجہ سے نظر نہیں آرہا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں محترمہ صاحبزادی صاحبہ کیلئے خصوصی دعائیں کریں۔ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے شفاء کامل عطا کرے اور صحت و تندرستی والی طویل عمر سے نوازے۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اللہ تعالےٰ ہی کو مقدّم کرو اور دین کو دنیا پر ترجیح دو۔ جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بھی پاتا ہے وہ یاد رکھے کہ ابھی وہ اس قابل نہیں کہ دین کا نام بھی لے۔ یہ بھی ایک غلطی لوگوں کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں آئے ہیں۔ کیا انہوں نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے؟ اور باوجود اس کے کہ اُن کی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے۔ پھر کیا وہ دنیا میں نامراد رہے ہیں۔ کبھی نہیں۔ دنیا خود ان کے قدموں پر آکر گری ہے۔ یہ یقیناً سمجھو کہ انہوں نے دنیا کو گویا طلاق دے دی تھی۔ لیکن یہ ایک عام قانونِ قدرت ہے کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غائت نہیں ٹھہراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اس کے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کرلیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔ سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوتا ہے۔ یہ مجرّد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صـ ۳۱۶-۳۱۷)

نیلسن منڈیلا کے نام حضور کا مکتوب

جنوبی افریقہ کے سیاہ فام قومی رہنما نیلسن منڈیلا جو حال ہی میں ۳۰ سال کی قید کاٹ کر رہا ہوئے ہیں کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) نے مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے اور حضور نے فرمایا ہے کہ جو جسمانی حوصلہ اور اخلاقی مستقل مزاجی آپ نے دکھائی ہے۔ وہ تمام ایسے لوگوں کے لئے جو انسانی وقار اور آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں مشعل راہ ثابت ہوگی اور اس سے وہ اپنے لئے قوتِ عمل حاصل کریں گے۔

حضور نے اپنے اس مکتوب میں یہ بھی فرمایا کہ احمدیہ عالمی جماعت اپنے تمام افریقی بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ کو خوش آمدید کہتی ہے اور آپ کے لئے دعا کرتی ہے کہ آپ اپنی قوم کے لئے آزادی امن اور وقار حاصل کر سکیں۔ حضور نے مسٹر منڈیلا کو دعا دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی خوشحال صحت مند اور آسائش والی زندگی عطا کرے اور آپ کو عقل اور طاقت دے کہ آپ اپنے نہایت قابلِ فخر مشن کو کامیابی کے ساتھ اختتام تک لے جاسکیں۔

اس خط میں حضور نے اپنی دلی گرمجوشی کا بھی اظہار فرمایا

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے اور آپ کا ہمیشہ حامی و ناصر رہے۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا دے اور ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرے۔

محترم سید شمس الحق صاحب انتقال فرما گئے

احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم سید شمس الحق صاحب مربی سلسلہ معاون مفتی سلسلہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۰ء کو صبح تین بجے دل کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۵۹ سال تھی۔

موصوف کو رات ۱۰ بجے کے قریب دل کی تکلیف ہوئی۔ علاج معالجہ کے لئے فضلِ عمر ہسپتال منتقل کیا گیا۔ جہاں چند گھنٹے کے بعد اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔

مکرم سید شمس الحق صاحب بہار کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد محترم کا نام حکیم سید عبدالہادی تھا۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ۲۴ نومبر ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ زندگی وقف کرنے کے بعد مولوی فاضل اور جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی پہلی تقرری بطور مربی دارالافتاء میں ہوئی۔ اس کے بعد سے تادم آخر یعنی عرصہ قریباً ۳۰ سال دارالافتاء سے وابستہ رہے۔ آپ کو مفتی سلسلہ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کے ساتھ طویل عرصہ کام کرنے کا موقع ملا۔ زندگی کے آخری چند روز مفتی سلسلہ محترم مولوی محمد احمد صاحب جلیل کے ساتھ گزارے۔

موصوف گہرا مطالعہ رکھنے والے عالم دین، سنجیدگی اور خاموشی سے کام کرنے والے کارکن تھے۔ اس سال جنوری میں انہیں فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے فتاوای حضرت (فضل عمر) کے موضوع پر ایک گراں قدر مقالہ لکھنے پر ڈھائی ہزار روپے کے انعام کا مستحق بھی قرار دیا تھا۔

انہوں نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم سید شمس الحق صاحب کو اپنے فضل و رحم سے نوازے۔ جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور اپنے درجات قرب میں بڑھاتا رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ، ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱، شہادت ۱۳۶۹ ہش ۲۱، اپریل ۱۹۹۰ء

گندے لٹریچر کا جواب

گندے لٹریچر کے گندہ ہونے کا یہ معیار نہیں ہے کہ ساری دنیا اسے گندہ کہے۔ اگر یہی معیار ہوتا تو سلمان رشدی اور اسکے ساتھی اسکی بدنام زمانہ کتاب شیطانی آیات کو گندی کتاب کیوں نہ سمجھتے، لوگوں کی ذہنیتیں الگ الگ ہیں۔ اور اسی لئے ان کے جذبات و احساسات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک شخص ایک چیز کو گندی کہتا ہے اور دوسرا شخص یہ بات کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور یہ فرق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

گندے لٹریچر کی ہم یوں تعریف کر سکتے ہیں کہ ایسی تحریر جو ناشائستہ زبان میں غلط اور بے بنیاد باتوں کا طومار ہو اور جن سے انسانیت کے کسی حصّہ کا دل دکھتا ہو۔ اوّل تو یہی بات ذہن سے محو نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ کسی کا دل کیوں دکھایا جائے اور پھر وہ بھی جھوٹی اور غلط باتوں سے۔ اگر باتیں سچی بھی ہوں تو وہ بھی دل دکھانے کیلئے کیوں کی جائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بڑی واضح طور پر اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ غیبت کے متعلق حضورؐ سے پوچھا گیا کہ اگر جو بات سچ ہے وہ پیٹھ پیچھے کہی جائے۔ تو کیا اسے بھی غیبت کہیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہی تو غیبت ہے۔ اگر بات سچی نہ ہو تو وہ واضح طور پر جھوٹ کے زمرہ میں آئے گی۔ گویا کہ سچی بات بھی جو کسی کی تکلیف کا باعث ہو نہیں کہنی چاہیئے۔

اگر سچی بات بھی دل دکھانے کے لئے نہیں کہنی چاہیئے تو غلط اور جھوٹ تو بالکل ہی نہیں کہنی چاہیئے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کس کا دل دکھتا ہے۔ سلمان رشدی کی کتاب سے کروڑوں انسانوں کا دل دکھا ہوا ہے۔ اور دل اس لئے دکھا ہے کہ اس میں نہائت ناشائستہ زبان میں جھوٹ اور الزام تراشی کا طومار ہے۔ یہ ہے گندہ لٹریچر۔ یہ ہے ایسی تحریر جس سے ہر شخص کو گریز کرنا چاہیئے۔

لیکن اگر کوئی ایسی تحریر شائع کر ہی دے۔ تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس جھوٹ کے پلندے پر سے پردہ اٹھایا جائے اور اس کا جھوٹ ہونا ثابت کر دیا جائے۔ تاکہ اس جھوٹ کے پلندے کو پڑھنے والے حقیقت سے آگاہ ہو سکیں۔

دنیا میں ہر جگہ اس بات کی ضرورت ہے کہ گندے لٹریچر کا نہائت شستہ زبان میں جواب دیا جائے۔ یہ ہر شخص کا بنیادی حق ہے اور سب کو ملنا چاہیئے۔

دشمنِ دیں آگیا ہے سرحدوں کے پاس پاس
ناگہانی جنگ ہے اس کے ارادوں کی اساس
اے خدا تو ہم کو ہمت، حوصلہ اور عزم دے
ہم کو جوہر بھی عطا کر اور بنا جوہر شناس

ابو الاقبال

کب تلک

آدمی اور وحشت و مستی کا عالم کب تلک
زندگی میں سانس کی موجِ دمادم کب تلک

ہے عمل کب تک مکافاتِ عمل ہے تابکے
پیلۂ ریشم رہا پابندِ ریشم کب تلک

کر تو سکتا ہے جنوں اس کو اسیری سے رہا
عقل کا قیدی رہے گا ابنِ آدم کب تلک

جاں بلب ہے انتظارِ ابنِ مریم میں مریض
غمگسارو! انتظارِ ابنِ مریم کب تلک

"آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں"
چشمِ بینا! گوشِ ہوش! انکارِ پیہم کب تلک

پھر کسی ضربِ کلیمی کی صدا آئی تو ہے
موجِ قلزم شق رہے گا سینۂ یم کب تلک

کب گھڑی آئے گی جب پھر کشتِ دیں ہوگی ہری
اس پہ برسے گی ہماری چشمِ پُرنم کب تلک

"آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک"
(اقبال)

عبد المنان ناہید

میٹرک کے طلباء کیلئے خدمتِ دین کا سنہری موقعہ

وہ طلباء جو میٹرک کا امتحان دے کر فارغ ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دو ہفتہ سے لے کر چھ ہفتہ تک وقف عارضی کر کے خدمتِ دین کے اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور تحریک تعلیم القرآن و وقف عارضی کی روحانی برکتوں سے مستفیض ہوں۔

فارم وقف عارضی نظارت ہذا یا صدر صاحب جماعت/حلقہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تاریخی واقعہ

بدلتے حالات

حضرت فضل عمر

آج سے تقریباً ۲۳۔۲۴ سو سال پہلے کی بات ہے۔ یونان میں ایک شخص ہوا کرتا تھا۔ وہ یہ تعلیم دیا کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور وہ دیویاں اور بت جن کے لوگ معتقد ہیں باطل ہیں۔ ہاں خدا تعالےٰ کے فرشتے موجود ہیں۔ اور کائنات کے مختلف کام ان کے سپرد ہیں۔ وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی مرضی اپنے نیک بندوں پر ظاہر کرتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے نیک بندوں پر جلوہ گر ہوتے ہیں اور ان سے کلام کرتے ہیں۔ اس کی یہ بھی تعلیم تھی کہ جس حکومت کے ماتحت تم رہو اس کے فرمانبردار رہو۔ اگر تم نے دنیا میں امن قائم رکھنا ہے تو تمہیں حکومت سے اپنے مطالبات ہمیشہ امن کے ساتھ منوانے چاہئیں۔ اگر کسی وقت تمہیں اس حکومت پر اعتماد نہ رہے بلکہ تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ تمہارے مذہبی احکام کے بجالانے میں روک بنتی ہے اور تم پر مظالم ڈھاتی ہے اور جبراً تمہارا مذہب تم سے چھڑانا چاہتی ہے۔ تو تمہیں اس ملک کو چھوڑ دینا چاہیئے اور ایسی حکومت کے ماتحت جا کر بس جانا چاہیئے جو خدائی احکام کے بجالانے میں کوئی روک پیدا نہ کرتی ہو۔

یہ ساری تعلیمیں قرآن کریم میں بھی موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ شخص کامل طور پر نبی نہیں تھا تو ایک مامور من اللہ یا مجدد کی حیثیت ضرور رکھتا تھا۔ اس کا نام سقراط تھا جب حکومت کو معلوم ہوا کہ وہ حکومت کے خلاف تعلیم دیتا ہے تو اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور مقدمہ چلانے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے زہر پلا کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ پرانے زمانہ میں یہ بھی سزا کا ایک طریق تھا کہ جس شخص کو موت کی سزا دی جاتی تھی اسے زہر پلا کر مار دیا جاتا تھا سقراط کی سزا کے لئے کوئی معین تاریخ مقرر نہ ہوئی۔ ہاں یہ بتایا گیا جس دن فلاں جہاز جو فلاں جگہ سے چلا ہے اس ملک میں پہنچے گا تو اس کے دوسرے دن اس کو مار دیا جائے گا۔ سقراط کے ماننے والوں میں بہت سے ذی اثر لوگ بھی تھے وہ اس کے پاس جاتے اور اس پر زور دیتے کہ وہ ملک کو چھوڑ دے اور کسی اور ملک میں جا بسے۔ افلاطون بھی سقراط کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد تھا۔ وہ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک دن سقراط کا "فرتیو" نامی شاگرد ان کے پاس گیا۔ وہ اس وقت میٹھی نیند سو رہے تھے۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور ان کے جسم سے اطمینان اور سکون ظاہر تھا۔ فرتیو پاس بیٹھ گیا اور پیار سے آپ کا چہرہ دیکھتا رہا۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر کہ آپ نہایت اطمینان سے سو رہے ہیں اس پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ اس نے آپ کو جگایا نہیں بلکہ آرام سے پاس بیٹھ کر آپ کا چہرہ دیکھتا رہا۔ جب آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے دیکھا کہ آپ کا "فرتیو" نامی شاگرد پاس بیٹھا ہوا ہے اور پیار سے آپ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا تم کب آئے ہو! اور کس طرح یہاں پہنچے ہو۔ فرتیو نے کہا میں آپ کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے کہا تم اتنی جلدی صبح صبح کس طرح آ گئے۔ فرتیو نے کہا جیل کے افسر میرے دوست ہیں۔ اس لئے اندر آنے کی مجھے اجازت مل گئی ہے۔ میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا معلوم ہوتا ہے تم بہت دیر سے یہاں بیٹھے ہو۔ تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں فرتیو نے کہا میں جب کمرے میں داخل ہوا تو آپ سوئے ہوئے تھے اور آپ کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس لئے میں نے آپ کو جگایا نہیں بلکہ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ اس بات کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کہ وہ شخص جس کی موت کا حکم سنایا گیا ہے کس اطمینان اور سکون سے سویا ہوا ہے۔

سقراط نے کہا میاں کیا خدا تعالیٰ کی مرضی کو کوئی انسان دور کر سکتا ہے۔ فرتیو نے کہا نہیں۔ سقراط نے کہا کیا تم اس کی مرضی پر خوش نہیں! فرتیو نے کہا۔ ہاں ہم اس کی مرضی پر خوش ہیں۔ سقراط نے کہا۔ جب خدا تعالیٰ نے میرے لئے موت کو مقدر کیا ہے تو اس کو کون ہٹا سکتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ نے ہی میرے لئے موت مقدر کی ہے اور میں اس کی رضا پر راضی ہوں تو پھر اس پر بے چینی کی کیا وجہ! مجھے تو خوش ہونا چاہیئے کہ میرے خدا کی یہ مرضی ہے کہ وہ مجھے موت دے۔ فرتیو۔ تم بتاؤ کہ اس وقت تم مجھے کیا کہنے آئے تھے۔ فرتیو نے جواب دیا۔ میرے آقا میں آپ کو ایک بُری خبر دینے آیا تھا کہ وہ جہاز جس کی آمد کے دوسرے دن آپ کو زہر پلائے جانے کا فیصلہ ہے وہ گو ابھی تک پہنچا تو نہیں لیکن خیال ہے کہ آج شام کو پہنچ جائے گا اس لئے کل آپ کو مار دیا جائیگا۔ اس پر سقراط ہنس پڑے اور کہا کہ میرا تو خیال نہیں کہ وہ جہاز آج پہنچے۔ وہ کل یہاں پہنچے گا۔ فرتیو نے کہا وہ جہاز فلاں جگہ پر لگا ہوا ہے اور ایک آدمی خشکی کے ذریعہ یہاں آیا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ وہ جہاز آج شام تک یہاں پہنچ جائے گا۔ کل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سقراط نے کہا فرتیو۔ بے شک اس شخص نے یہ بتایا ہے کہ یہ جہاز آج شام تک یہاں پہنچ جائے گا لیکن جب خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ جہاز کل یہاں پہنچے گا تو ویسا ہی ہوگا۔ فرتیو نے کہا۔ میرے آقا آپ کو کیسے علم ہوا کہ وہ جہاز کل یہاں پہنچے گا۔ سقراط نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک خوبصورت عورت میرے پاس آئی ہے۔ اس نے میرا نام لیا اور کہا تیار ہو جاؤ پرسوں جنت کے دروازے تمہارے لئے کھول دیئے جائیں گے۔ فرتیو کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ جہاز آج شام کو یہاں پہنچ جائے گا۔ اور اگر جہاز آج یہاں پہنچ جائے تو کیا کل مجھے سزا دے دی جائے گی۔ لیکن فرشتے نے مجھے کہا ہے کہ پرسوں تمہارے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ اس لئے جہاز آج نہیں آئے گا۔ کل آئے گا۔ اور پرسوں مجھے مار دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک طوفان آیا اور جہاز کو وہیں ٹھہرنا پڑا۔ اور دوسرے دن وہ اس شہر میں پہنچ سکا اور تیسرے دن وہ مارے گئے۔

آپ کی بات سننے کے بعد اس شاگرد نے کہا آپ کیوں ضد کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو ہم پر رحم نہیں آتا۔ اگر آپ زندہ رہیں گے تو ہمیں آپ سے بہت فوائد حاصل ہوں گے۔ اگر آپ یہاں سے بھاگ جائیں اور کسی اور حکومت کے زیر سایہ رہنا شروع کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ سقراط نے کہا میں اس ملک سے کس طرح بھاگ سکتا ہوں کیا میں عورتوں کا لباس پہن کر یہاں سے بھاگ جاؤں اگر میں عورتوں کا لباس پہن کر یہاں سے بھاگ جاؤں تو لوگ کہیں گے سقراط عورتوں کا لباس پہن کر بھاگ گیا یا پھر میں جانوروں کی کھال میں لپٹ کر یہاں سے بھاگ جاؤں۔ کیا اس سے میری عزت ہوگی۔ فرتیو نے کہا میرے آقا یہ ٹھیک ہے لیکن ہم ان چیزوں کے بغیر آپ کو نکالیں گے۔ میں ایک مالدار آدمی ہوں اور فوجی افسر میرے تابع ہیں۔ میں نے ان سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ میری اس بارہ میں مدد کریں گے اور آپ کو عزت کے ساتھ کسی اور ملک میں چھوڑ آئیں گے۔ جن میں سے اس نے کریٹ کا نام بھی لیا۔ سقراط نے کہا پھر تم جانتے ہو کیا ہوگا۔ ایک بھاری رقم بطور تاوان ڈالی جائے گی اور جب ایسا ہوگا تو فرتیو تم ہی بتاؤ کیا یہ اچھی بات ہوگی کہ میں اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ایک شاگرد کو تباہ کر دوں۔ فرتیو نے کہا۔ میرے آقا آپ اس کا خیال نہ کریں۔ آپ کے شاگرد بہت سے ہیں اور یہ رقم ہم آپس میں بحصہ رسدی تقسیم کریں گے۔ سقراط نے کہا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے لیکن جب حکومت کو پتہ چلا تو وہ سب کو قید کرے گی۔ فرتیو نے کہا ہاں آقا۔ مگر وہ کچھ مدت کے بعد ہمیں چھوڑ دیگی۔ سقراط نے کہا مگر کیا یہ اچھی بات ہوگی کہ میں اپنی جان بچانے کے لئے اپنے شاگردوں کو قید خانہ میں ڈلواؤں۔ فرتیو نے کہا مگر آقا آپ سوچئے آپ روحانیت کی تعلیم دیں گے اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف لائیں گے۔ یہ کتنا بڑا کام ہے اس کے لئے اگر ہم قید میں بھی گئے تو کیا ہوا۔ سقراط نے کہا یہ بات ٹھیک ہے اور شاید یہ بات سوچنے کے قابل ہو مگر فرتیو میں جو ۸۵ سال کا ہو گیا ہوں۔ اگر کسی ملک میں جاتے ہوئے رستہ میں مر جاؤں تو مجھے کون عقلمند کہے گا کہ میں نے یوں ہی مفت میں تباہی ڈال دی۔ پھر انہوں نے کہا۔ اے میرے شاگرد تم بتاؤ تو سہی میں تمہیں اس حکومت کے بارہ میں جس کے ماتحت تم رہتے ہو کیا تعلیم دیا کرتا تھا؟ فرتیو نے کہا آپ ہمیں یہی تعلیم دیا کرتے تھے کہ اس حکومت کا ہمیشہ فرمانبردار رہنا چاہیئے۔ سقراط نے کہا اب تم ہی بتاؤ کہ میں اس چیز کی ساری عمر تعلیم دیتا رہا۔ اب اگر میں موت کے ڈر سے اس ملک سے بھاگ جاؤں تو دنیا یہی کہے گی نا کہ میں یہاں کی زندگی میں جھوٹے دعوے کیا کرتا تھا۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ کیا حکومت ظالم ہے جس کی وجہ سے ہمیں اس ملک سے نکلنا پڑا۔ اس کے قانون کو توڑنا جائز ہے۔ دنیا کی کوئی حکومت اپنے آپ کو ظالم نہیں کہتی۔ اگر میں یہاں سے پوشیدہ کسی اور ملک میں بھاگ جاؤں تو میری بات دوسروں پہ کیا اثر کرے گی۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ یہ تو وہی بات ہے جس پہ اس نے خود عمل نہیں کیا۔ میں اس حکومت میں پیدا ہوا اور دعوے کے بعد چالیس سال تک اس ملک میں رہا۔ کیا چالیس سال کے عرصہ میں میرے لئے اس ملک کو چھوڑ جانے کا موقعہ نہ تھا۔ حکومت یہ کہے گی کہ اگر ہم ظالم تھے تو یہ چالیس سال کے دوران میں کیوں باہر نہیں چلا گیا۔ بلکہ یہ تو ہمارے انصاف کا اتنا قائل تھا کہ یہ شہر سے باہر بھی نہیں نکلتا تھا۔ میں ان باتوں کا کیا جواب دوں گا۔ غرض اس نے ایک لمبی بحث کے بعد کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں یہیں رہوں گا اور حکومت کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوں گا۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے سقراط کا یہ دعویٰ تھا کہ اسے الہام ہوتا ہے اور اس نے اپنے الہام کی ایک معین صورت کو پیش کیا ہے اور کہا ہے

باقی ص۸ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید سجاد احمد

چندہ مشروط نہیں ہونا چاہیئے

گذشتہ دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ایک احمدی دوست کے چندہ کی ادائیگی اس بناء پر نامنظور فرما دی کہ انہوں نے چندہ کی ادائیگی کے لئے یہ شرط لگائی تھی کہ ان کا نام کسی جگہ کندہ کروایا جائے۔ حضور نے اس شرط پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور چندہ نامنظور فرمایا۔ بعد میں انہوں نے بلا کسی شرط کے چندہ پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔

"اور ایک مجھے یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ یہ تحریک کی جائے کہ جو لوگ بھی کسی خاص حد تک قربانی کریں گے ان کے نام دعاؤں کے لئے (بیت الذکر) پر کندہ کئے جائیں گے وہ بھی میں نے ان کو سمجھا کر یہ تجویز رد کر دی ہے۔ کیونکہ وہ مصنوعی ذرائع ہیں جو ایک خطرناک بارڈر پر کھڑے ہیں .... ایسی حد پر کھڑے ہیں جو معمولی سی لغزش میں انسان کو خود نمائی اور ریاکاری کے ملک میں دھکیل سکتی ہے اس لئے یہ آخری شکل ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کے نتیجے میں فوراً جماعت میں ریاکاری پیدا ہو جائے گی۔ مگر اگر اس طریق کو استعمال کرنا شروع کیا جائے تو ہرگز بعید نہیں کہ کچھ کمزور اور ریاکار لوگ بھی شامل ہو جائیں اور وہ لوگ جو بے ریا خدمت کرنے والے ہیں ان میں بھی رفتہ رفتہ ریاکاری کا کیڑا داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اس لئے میں اس تجویز کو پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ بعض صورتوں میں مثلاً ہسپتال وغیرہ میں ہمارے وقف جدید کے دفتر میں بھی بعض نام کندہ ہیں لیکن ایسا اگر ہو گیا ہے تو اس کو دستور نہیں بنانا چاہیئے۔

دوسرے بعض لوگوں نے پہلے زمانوں میں ایسی تحریکیں کی تھیں اور (امام جماعت) نے اس وقت ان کو منظور بھی کر لیا۔ کہ ہم اپنے ماں باپ کے نام پر کمرہ بنانا چاہتے ہیں ان کے نام کی تختی لگ جائے تو اجازت مل گئی۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے استثنائی طور پر ایسا کبھی ہو جائے تو ہو جائے۔ اسے دستور بنانا نہایت خطرناک ہو گا۔ کیونکہ اس کے بغیر جو جماعت قربانی کیلئے تیار ہو اس کو ایسے مصنوعی ذرائع سے قربانی کی طرف مائل کرنا ان کو مصنوعی بنا دے گا۔ اس لئے اس تجویز کو تو میں نے رد کر دیا ہے۔ ایک دوست نے ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے لکھا کہ میں اتنی رقم پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ میرے بزرگ .. والدین کا نام یا جس رشتے دار کے لئے بھی انہوں نے کہا تھا ان کا نام اس پر ضرور کندہ ہو۔ میں نے کہا نامنظور۔ مجھے آپ کا ایک آنہ بھی نہیں چاہیئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کی ضرورتیں پوری کرتا ہے اس شرط پر میں نہیں کروں گا۔ انہوں نے معذرت کا خط لکھا۔ شرمندگی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں روپیہ دیتا ہوں اس کو جا ہے پھینک دیں۔ کوئی شرط نہیں ہے اس پر میں نے ہدایت کی کہ ان کے بزرگوں کا نام کندہ بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اب مشروط نہیں رہا۔ تو بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ چندہ غیر مشروط ہوتا ہے لیکن اعلانیہ کا بھی چونکہ حکم ہے اس لئے جماعت کی طرف سے اعلان بھی کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو تحریک پیدا ہو۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر مشروط نہیں ہونا چاہیئے۔ یعنی چندہ اس لحاظ سے مشروط نہیں ہونا چاہیئے کہ اس میں کسی قسم کی ریاکاری کا کوئی پہلو ہو"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ فروری ۹۰ء)

(الفضل ۸ مارچ ۹۰ء)

جماعت احمدیہ کی اساس تقویٰ پر ہے۔ ریا کا اس میں کوئی دخل نہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زمانہ میں دوست بڑی بڑی قربانیاں کرتے اور بڑے ذوق شوق سے چندے ادا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ زمانہ قلتِ زر کا تھا۔ اور آمدنیاں محدود تھیں۔ اس کے باوجود بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ احباب جماعت نے اپنی اہم ضروریات کو پس پشت ڈال کر اشاعتِ دین حق کے لئے بے مثال قربانیاں کیں۔ حضرت بانی سلسلہ نے ایسے مخلصین کا اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے۔ اکثر حضور ایسے دوستوں کے اسماء گرامی بھی شائع فرمایا کرتے تھے۔ لیکن یہ امر ان دوستوں کی خواہش پر موقوف نہ تھا بلکہ حضور کی اپنی صوابدید پر منحصر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قربانیاں اور اعمالِ حسنہ قال اللہ اور قال الرسول کے تحت محض حصول رضائے باری کے لئے کی جاتی ہیں نہ کہ لوگوں کی داد و تحسین کی خاطر۔ اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک اقتباس قابلِ غور ہے۔ جس سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے موقف کی بھی پوری طرح تائید ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی ہے۔ ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کو برداشت کرنے کو تیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئیں گے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میری دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں۔ میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں۔ کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہؓ ساعت العسرہ میں دکھاتے تھے۔ اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنے صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں۔ یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا۔ اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے ان کو افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شائع کیا جائے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہش مند ہے۔ لیکن جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے اسکو اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں۔ نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں۔ کاغذات کا کیا اثر ہے۔ ایک دن ہوتے ہیں اور دوسرے دن ضائع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابد الآباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے ......"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۳۸، ۳۳۹)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے مندرجہ بالا ہر دو اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ امر روشن ہو جاتا ہے کہ قربانیاں نام و نمود کی خاطر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی جانی چاہئیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تشذرات

عراق کی اسرائیل کو دھمکی

نون سین

اسرائیل کے وزیرِ دفاع یزک رابین نے کہا ہے کہ اگر عراق اسرائیل پر حملہ کرے تو وہ بخوبی اپنا دفاع کر سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ حملہ ہونے کی صورت میں وہ عراق پر اس سے دس گنا سخت حملہ کر سکتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ماضی میں ہمیشہ اسرائیل نے اپنا کامیاب دفاع کیا ہے اور ایسا ہی مستقبل میں بھی ہو گا۔ یہ بات پرائم منسٹر یزک شمیر کے ایک نمائندے نے کہی۔

عراق کے صدر صدام حسین نے ایک ریڈیو تقریر میں اسرائیل کو متنبہ کیا تھا کہ عراق کے پاس کیمیاوی ہتھیار موجود ہیں اور وہ آدھے اسرائیل کو آگ لگانے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو گا کہ اسرائیل پہلے عراق پر حملہ کرے۔ مسٹر رابین نے کہا کہ اسرائیل جواب دینے کی اہلیت رکھتا ہے اور صدام حسین کو چاہیے کہ وہ اسرائیل کو مشتعل کرنے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ ہم عراق سے زیادہ سخت حملہ کر سکتے ہیں۔ مسٹر رابین نے ۱۹۸۴ء سے لے کر گذشتہ ماہ تک وزارتِ دفاع کا قلم دان اپنے پاس رکھا تھا۔ جبکہ وہ اور لیبر پارٹی کے دوسرے کابینہ کے ممبر شمیر سے امریکی تجاویز کے سلسلے میں الجھ پڑے تھے۔ عراق کے پاس زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائیل موجود ہیں جو اسرائیل تک حملہ کر سکتے ہیں اور یہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ رابین نے کہا کہ ہم اس قسم کے حملے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں کہ عراق نصف اسرائیل کو تباہ کر دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ صدام حسین نے "گستاخانہ" طور پر کہا ہے لیکن ان دھمکیوں کو ہمیں سنجیدگی سے لینا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر کیمیاوی ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا تو ہماری شہری آبادی کے پاس اس حملے سے بچنے کے انتظامات سے وہ حیران رہ جائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جینے کا انداز

صفیہ بیگم
ٹیکسلا

گرمیوں کی شام، تپتی دوپہریں، پسینے میں شرابور دن اسے اچھے لگتے ہیں۔ اسی تپش نے اس کی روح میں اتری ہوئی برائیوں کو پگھلا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ ایک معصوم اور نوخیز کلی کی طرح اس کا دل صاف اور شفاف اور ذہن معطر تھا۔

وہ ابھی برتن صاف کر کے میز پر رکھ رہی تھی کہ سارہ نے اسے مہمانوں کے لئے اسکوائش بنانے کو کہا۔ وہ ٹرے ہاتھ میں لئے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی کہ اسے جانی پہچانی آواز نے چونکا دیا۔ آج موسم گرما کی تیسری چھٹی تھی جس کا اسے پورا سال انتظار کرنا پڑتا۔ وہ جان گئی کہ یہ تو اس کی محسنہ، اس کی اچھی آپی بلکہ سب بچوں کی عائشہ آپی ہیں جنہوں نے اسے جینے کا انداز سکھایا۔

یہ آواز چینو کو دو سال پیچھے لے گئی جب وہ پہلی بار عائشہ آپی کے گھر گئی تھی کیونکہ بچوں کو گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو بیگم صاحبہ کو انکے ہوم ورک کروانے کا فکر لاحق ہوا۔ انہوں نے چینو کو آپی کا گھر دکھانے کے لئے ساتھ لیا اور دونوں بچوں کو ان کے پاس ٹیوشن پڑھانے چھوڑ دیا۔ اب چینو کی ڈیوٹی تھی کہ وہ روزانہ بچوں کو چھوڑنے اور لینے جائے۔ چند دن کے میل ملاپ نے اسے خوشی کے لمحات میسر کئے۔ کام کی وجہ سے وہ رکتی نہیں تھی۔ ایک دن آپی نے کہا آؤ تھوڑی دیر بیٹھو۔ بچوں کا آج ٹیسٹ ہے اور تم نے تو کبھی اپنا تعارف بھی نہیں کروایا۔ آپی نے کچھ اس اپنائیت سے اسے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا کہ وہ غمزدہ ہو گئی۔ مدت سے کسی نے اس کی باتیں جاننے کی کوشش نہ کی تھی۔

جی میرا نام چینو ہے اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ چینو! عائشہ آپی نے استفسار کیا۔ ہاں جی میری ماں نے تو میرا نام چاندنی بی بی رکھا تھا۔ اسے کیا معلوم کہ میری دنیا جلد اندھیر ہو جائے گی وہ بمشکل یہ کہہ سکی۔ نہیں چینو ایسا نہیں سوچتے۔ تم تو بہت باہمت لگتی ہو۔ اپنے بارے میں مجھے کچھ بتاؤ۔ اس طرح تمہارا غم ہلکا ہو جائے گا۔

چینو نے کہا میرے ماں باپ ایک حادثے میں فوت ہو گئے تھے۔ میرے دور کے ایک چچا لگتے تھے۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گئے وہ ایک دفتر میں چپڑاسی تھے اور اپنے صاحب کے گھر مجھے بھی نوکری دلوا دی۔ بیگم صاحبہ اچھی تھیں اس لئے میں یہاں رک گئی۔ کئی سال گزر گئے مجھے تنخواہ وغیرہ نہیں دی جاتی تھی کہتے ہیں تمہارے چچا کو ہم تنخواہ دے دیتے ہیں۔ اب تو بیگم صاحبہ کا رویہ بھی میرے ساتھ بدلتا جا رہا ہے۔

ابھی وہ یہ باتیں کر رہی تھی کہ بچوں نے اپنا کام ختم کیا اور بستے اس کے ہاتھ میں تھما دیئے۔

پھر کئی دن گزر گئے چینو بچوں کو چھوڑنے ساتھ نہیں آئی۔ ایک دن بیگم صاحبہ عائشہ کی امی کو ملیں جب چینو کا حال پوچھا تو وہ بہت غصے سے کہنے لگیں کہ اس نمک حرام کو تو اب ہم ایک منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ سے گھر میں چھوٹی موٹی چیزیں غائب ہوتی رہتی تھیں۔ پہلے صاحب کی گھڑی نہیں مل رہی تھی۔ اب کچھ دنوں سے میری چھوٹی بہن آئی ہوئی تھی تو اس کا لاکٹ غائب ہے۔ عائشہ کی امی کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا۔ انہوں نے گھر آ کر بات کی تو عائشہ آپی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ وہ ضرور اپنے پیسوں کی تسکین کے لئے ایسا کرتی ہے۔

اگلے دن آپی نے اسے بلا بھیجا اور بڑے اعتماد میں لے کر اسے پوچھا کہ چینو مجھے یقین تو نہیں آ رہا کہ تم جیسی معصوم لڑکی بھی ایسا کر سکتی ہے مجھے بتاؤ کیا تمہارے بارے میں جو سنا ہے وہ درست ہے۔ وہ چپ رہی احساسِ ندامت سے وہ کچھ نہ بول سکی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا آپی میں آپ کے پاس ہی رہوں گی۔ اب میں اس گھر میں نہیں جا سکتی جہاں کوئی سیدھے منہ مجھ سے بات نہیں کرتا میں آپ کے سارے کام کیا کروں گی پیسے بالکل نہیں مانگوں گی۔ مجھے صرف آپ کی توجہ اور پیار کی ضرورت ہے۔

یہ تو ٹھیک ہے چینو مجھے خوشی ہے کہ تم مجھے اپنا سمجھتی ہو مگر بلا معاوضہ کام کرواؤں۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی اور ہماری مالی حالت اس بات کی متحمل نہیں کہ ہم کوئی خدمتگار رکھ سکیں۔ دیکھو چینو۔ جس گھر نے تمہیں تحفظ دیا اسے مت چھوڑو۔ انہیں کو اپنا والدین سمجھو۔ تم نے خود ہی کہا تھا کہ بیگم صاحبہ اچھی ہیں اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ان سے کہہ دیا کرو۔ مجھے امید ہے کہ وہ تمہاری بات ضرور سنیں گی آئندہ وعدہ کرو کہ تم کبھی شکایت کا موقع نہیں دو گی۔

اسی دوران دروازے پر کسی نے دستک دی۔ یہ آپی کے سسرال سے مہمان آئے تھے۔ شام ہونے کو تھی چینو کو اب گھر جانا تھا ورنہ اس کی اچھی آپی کے ناراض ہونے کا اسے ڈر تھا۔ دن یونہی گذرتے گئے۔ کافی دنوں سے چینو کے بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی۔ آپی بہت خوش ہوتیں کہ ان کی باتوں نے کچھ اثر دکھایا۔

دو تین دن چینو پھر بچوں کو چھوڑنے نہ آئی تو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے۔ آپی اور اس کی امی اس کا حال پوچھنے گئیں وہ اپنے چھوٹے کمرے میں بستر پہ بیٹھی کوئی کام کر رہی تھی۔ انہیں دیکھ کر جلدی سے اس نے کپڑا تکیے کے نیچے چھپا دیا مگر اس کے کونے پر نکلا ہوا پھول ابھی جھانک رہا تھا۔ آپی نے تعریف کی چینو تم اتنی اچھی کڑھائی بھی کر لیتی ہو۔ مجھے دکھاؤ تو سہی۔ ابھی یہ ادھورا ہے۔ چینو نے کہا۔ میں تو آپ کے لئے میز پوش بنا رہی ہوں لیکن ابھی میرے ہاتھ میں صفائی نہیں آئی۔

تم اس کے لئے بیڈ سیٹ وغیرہ بھی بنا دینا۔ عائشہ آپی کی امی نے کہا۔ اس طرح تمہارا ہاتھ بھی صاف ہو جائے گا اور میرا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا اس کے پاس تو اتنا وقت نہیں ہوتا۔ ہاں بھئی چینو۔ میں اس میز پوش کی پہلی خریدار بنوں گی اور اس طرح چینو کا دل اس مشغلے میں لگ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ ارد گرد کی کوٹھیوں سے اسے کڑھائی کا کافی کام ملتا رہتا وہ بہت خوش تھی کہ اس کے پاس کافی پیسے جمع رہتے ہیں۔ اب اس کا دل کبھی چوری کی طرف راغب نہ ہوتا بلکہ تنہائی میں وہ ماضی کی برائیوں پر پشیمان ہوتی اور عائشہ آپی کے لئے دعائیں کرتی جس نے اسے جینے کا انداز سکھایا۔

یاد رفتگاں

مکرم منظور احمد صاحب چیمہ

محمد اسماعیل منیر۔ ربوہ

ڈنگہ ضلع گجرات جب ہندوستان میں ہوتا تھا تو وہاں کی میٹھی میٹھی سونف بہت مشہور تھی اور اس سونف کے لانے والے حافظ صغیر احمد صاحب چیمہ آف ڈنگہ بھی ہمارے گھر میں ہمارے بچپن میں ہمارے محبوب ہوا کرتے تھے۔ وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی پیاری پیاری باتیں بھی سننے اور سنانے کے لئے میرے والد میاں فضل کریم صاحب کے پاس گوجرانوالہ اکثر آیا کرتے تھے کیونکہ وہ دونوں حضرت اقدس کے رفقاء میں سے تھے اور ان رفقاء کا باہمی پیار و محبت مثالی ہوا کرتا تھا جو آہستہ آہستہ رشتہ داری میں بھی مضبوط ہو گیا۔

گزشتہ نومبر میں محترم حافظ صاحب کی یاد تازہ ہوئی جب ان کے پوتے عزیزم منظور احمد صاحب چیمہ ابن رسول احمد صاحب چیمہ کی شدید علالت کی خبر جرمنی سے ملی۔ الفضل میں بھی دعا کی تحریک شائع ہوئی مگر منظور احمد صاحب خدا تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے ۲۵ نومبر کو اپنے آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ پھر اس کے چھوٹے بھائی عزیزم منصور احمد صاحب آف فرینکفورٹ (جرمنی) کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ منظور صاحب کی میت ۲ دسمبر ۱۹۸۹ء کو P.I.A کے ذریعہ لاہور پہنچ گئی۔ نماز ظہر کے بعد مکرم عطاء الرحمن صاحب چغتائی نے ماڈل ٹاؤن میں نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

عزیزم منظور احمد سال ڈیڑھ سال قبل ہی سوئٹزرلینڈ گیا تھا۔ اس کی بیوی اور تین چھوٹے چھوٹے بچے مزید پروگرام کے انتظار میں تھے کہ وہ وہاں بیمار ہو گئے۔ وہاں سے ان کو جرمنی والا بھائی منصور اپنے پاس لے گیا اور بہترین ہسپتالوں میں زیر علاج رہا مگر قسمت نے ساتھ نہ دیا

عزیزم منظور کی طبیعت نفاست پسند تھی خاموش طبیعت کے ہمیشہ صابر اور شاکر رہنے والے اپنے دوستوں سے دوستی نبھانے والے تھے۔ احمدیت کے ایک مضبوط اور بہادر سپاہی تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کے بیوی بچوں کا جو بظاہر اب بے سہارا ہیں کا بہترین سہارا ثابت ہو۔ اور ان سب کو احمدیت کے بہترین خادم بنائے۔

تصحیح

۴ اپریل ۱۹۹۰ء کے پرچہ میں مکرم قاضی حنیف احمد صاحب ابن مکرم قاضی سعید احمد صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ محترمہ لبنیٰ شاہد صاحبہ بنت مکرم راجہ سلیمان شاہد صاحب شائع ہوا ہے۔ ان کا حق مہر ۲۵ ہزار روپیہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

محترم محمد عبدالقادر صدیقی

آف حیدر آباد، دکن

محمد عبدالماجد صدیقی

میرے والد محترم محمد عبدالقادر صدیقی صاحب آف حیدر آباد دکن ۱۸۹۶ء میں قصبہ نارائن پیٹھ میں پیدا ہوئے میرے دادا جان مکرم و محترم محمد عبدالرحمن صدیقی صاحب ایک اہل علم، مذہبی اور اپنے علاقہ کے مشہور عالم دین اور پارسا انسان تھے۔ آپ نے نہ صرف اپنے افراد خاندان کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا بلکہ اپنے علاقہ میں بسنے والے اکثر مرد و زن اور بچوں کے لئے بھی اپنے گھر پر دینی تعلیم کا اہتمام فرمایا تھا۔ اسی لئے خاکسار کا ددھیال اپنے علاقہ میں "استادی گھرانہ" کہلاتا تھا۔ دادا جان محترم کا تعلق محکمہ ڈاک سے تھا۔ ملازمت کے آخری ایام میں آپ کا تبادلہ شہر حیدر آباد دکن میں ہوگیا اس لئے سارا خاندان یہاں چلا آیا۔

میرے والد محترم کی ابتدائی تعلیم اور خاص طور پر دینی تعلیم کا بیشتر حصہ نارائن پیٹھ میں ہی ہوا۔

حیدر آباد دکن منتقل ہونے کے چند سال بعد تک والد صاحب محترم کی تعلیم وہیں ہوتی رہی۔ اس زمانہ میں وہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رفیق جن کا نام نامی میر محمد سعید تھا رہائش پذیر تھے۔ آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں حضور کے بارے میں علم ہوا میرے تایا جان محترم محمد عبدالرزاق صدیقی صاحب بزرگوارم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے بارے میں معلومات حاصل کیں اس طرح یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہمارے خاندان کا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا۔ چونکہ ہمارے ددھیال کا گھریلو ماحول خالص دینی تھا اس وجہ سے میرے تایا جان محترم نے خاص توجہ فرمائی اور وہ رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پاک اور پُرکشش محفلوں سے فیض یاب ہوتے رہے اور انہوں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ چونکہ میرے والد محترم کو بھی بچپن سے ہی دین سے گہرا لگاؤ تھا وہ بھی اپنے بڑے بھائی صاحب کی معیت میں بزرگوارم مکرم و محترم میر محمد سعید صاحب کی محفلوں میں شرکت کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ بھی آغوشِ احمدیت میں آگئے۔

محترم والد صاحب کے قبولِ احمدیت کرنے کے بعد آپ کی مزید تعلیم کے بارے میں بزرگوارم میر محمد سعید صاحب سے مشورہ کیا گیا جس پر انہوں نے فرمایا کہ والد صاحب کو قادیان بھجوا دیا جائے۔ اس وقت میرے دادا جان محترم علیل تھے اور میرے والد محترم ان کی آخری اولاد تھے اس لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں بچہ کو میری نظروں کے سامنے رہنے دو۔ لیکن میری دادی جان صاحبہ نے یہ کہہ کر میرے والد صاحب کو قادیان جانے کی اجازت دے دی کہ اپنی بیماری کی وجہ سے بچہ کا مستقبل کیوں خراب کرنا چاہتے ہیں اس پر دادا جان خاموش ہوگئے۔ چنانچہ والد صاحب عازم قادیان ہوگئے۔

والد صاحب کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ والد صاحب نے پنجاب سے میٹرک کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ دوران تعلیم نمایاں طالب علم ہونے کی وجہ سے وظیفہ بھی ملتا رہا۔ امتحان سے فراغت کے بعد آپ واپس دکن تشریف لائے اور اس دوران دادا جان محترم اس دارفانی سے رخصت ہوچکے تھے۔

میرے نانا جان عبدالکریم صاحب جو حیدر آباد دکن کی جماعت کے اولین اراکین میں سے تھے اور مکرم میر محمد سعید صاحب کی محفلوں میں باقاعدگی سے شریک ہوا کرتے تھے۔ میرے والد صاحب کو بھی وہیں سے جانتے تھے کہ وہ ایک تقویٰ شعار اور دین کا شغف رکھنے والے نوجوان تھے۔ میر صاحب محترم سے صلاح اور مشورے کے بعد میرے نانا جان نے اپنی بڑی صاحبزادی کا نکاح میرے والد صاحب سے کر دیا۔

اس وقت والد صاحب تلاش معاش میں مصروف تھے۔ آخر کار انہیں محکمہ علاج حیوانات کی نظامت میں ملازمت مل گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے رات میں اخبارات میں انگریزی خبروں کے ترجمہ کا کام بھی شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے وکالت کی تعلیم شروع کی اور اس کے امتحانات کو بھی عمدہ طریق پر پاس کیا۔ ملازمت سے قبل ہی انہوں نے لڑکوں کو پڑھانا شروع کیا تھا جو کافی عرصہ تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ ان کے شاگردوں میں چند طلباء حیدر آباد دکن کے وزراء کے لڑکے بھی تھے۔ ان کی ان مصروفیات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا نہایت آسان ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں محنت کے کتنے عادی تھے اور تعلیم اور تدریس سے کتنا گہرا لگاؤ تھا۔

اسی طرح دین کا شغف بھی اتنے ہی عروج پر تھا۔ انہیں قادیان جیسا ماحول ملا جس نے ان کی شخصیت کو اور بھی نکھار دیا۔ سلسلہ کی ہر کتاب آپ کے کتب خانہ میں موجود تھی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب سے لے کر آپ کے آئمہ کی کتب نیز جماعت کے بزرگ علماء کی کتب اس کتب خانہ میں موجود تھیں۔ آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ رات میں ان کتب کا مطالعہ فرماتے۔ آپ کی نیک سیرت اور علمی تبحر کے پیش نظر آپ کو برس ہا برس تک حیدر آباد دکن کا سیکرٹری دعوت الی اللہ رہنے کا شرف حاصل رہا۔ وہ ایک عالم، مدبر، بہت اچھے مقرر اور عمدہ نثر نگار تھے آپ کے اکثر مضامین الفضل اور ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوتے رہے۔ کبھی کبھی نظم بھی کہہ دیا کرتے اور چند نظمیں آپ کی الفضل میں بھی چھپ چکی ہیں۔

آپ کی سرشت میں خدمت خلق کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کیا اپنے خاندان کے افراد اور کیا اپنے رحمی رشتوں کے افراد کی بے حد خدمت کی جنہیں ملازمتوں کی ضرورت تھی انہیں ملازمتیں دلوائیں۔ جنہیں مالی امداد کی ضرورت تھی انہیں مالی امداد فراہم کی مگر ایسے کہ صرف لینے والا ہی جانتا تھا خاندان کے بچوں کی پڑھائی میں بیحد دلچسپی لیتے گو کہ اکثر اوقات آپ کے پاس وقت کی کمی ہوتی۔ بہت سے بچے آپ سے پڑھنے آتے اور آپ نہایت کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے انہیں پڑھاتے۔ خاص طور پر انگریزی اور حساب۔ یتیموں، بیواؤں اور ایسے احباب کی خاص طور پر مدد فرماتے جو اپنی عزت نفس کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے تھے۔ بیواؤں اور غریبوں کے مقدمات عام طور پر بغیر معاوضہ کے لڑتے۔ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ جاتے نہیں دیکھا بہت سے حضرات اور ضرورت مندوں کو قرضہ حسنہ دیا کرتے لیکن کبھی اپنی طرف سے شاید ہی کسی سے واپسی کے لئے کہا ہو۔ آپ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب کبھی بھی آپ کسی دوست یا سائل کو قرضہ حسنہ دیا کرتے اس کا کوئی تذکرہ گھر میں عام طور پر نہیں فرماتے اور اگر ان میں سے کوئی رقم لوٹانے میں کامیاب نہ ہوتے تو کبھی حرف شکایت اپنی زبان پر نہ لاتے۔

آپ کی شخصیت اپنے اعلیٰ اخلاق، نیک فطرت اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے ہر ماحول اور ہر حلقہ احباب میں نہایت معروف و مقبول رہی۔ ہر شخص چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب یکساں آپ کی عزت کرتے کیونکہ آپ ہمہ وقت خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے تیار رہتے۔

جہاں تک میری یادداشت ساتھ دیتی ہے کبھی آپ کو نہ گھر پر اور نہ ہی باہر اونچی آواز میں کلام کرتے دیکھا جس سے بھی گفتگو فرماتے نہایت نرم اور ملائم لہجہ میں بات کرتے آپ کو ورزش کرنے کا بھی بڑا شوق تھا اور آخری سانس تک اپنے اس شوق کو پورا فرماتے رہے ہمارے بچپن میں صبح فجر کی نماز کے بعد کئی میل کی دوڑ بھی لگایا کرتے اسی لئے آپ کی صحت بہت اچھی رہی آپ کی ظاہرا شخصیت بھی بڑی دلکش اور پرکشش تھی۔

گھر میں ہر فرد سے اسکی انفرادی حیثیت میں تعلق رکھتے اور ہر ایک سے بے حد محبت فرماتے۔ جب کبھی کوئی گھر میں بیمار ہوتا آپ اس کی تیمارداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے اور مریض کی ہر طرح سے دلجوئی فرماتے بچوں کی تربیت پر خاص توجہ فرماتے اور نہایت مشفقانہ انداز میں نصیحت فرماتے جہاں دینی تعلیم اور تربیت کا خیال رکھتے وہاں دنیوی تعلیم کے حصول کے لئے بھی برابر کوشش فرماتے اور اپنے بچوں میں تعلیم کا شوق اور علم کے حاصل کرنے کی لگن پیدا کرانے کی کوشش بہت ہی مثبت انداز میں کرتے۔ ہمیشہ اپنے بیٹوں کو جماعتی جلسوں اور اجتماعات میں اپنے ساتھ

باقی ص ۸ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور مبشر

کھیل اور کھلاڑی

برٹش اوپن کو سکواش کی دنیا میں ایک اہم مقام حاصل ہے اور سکواش کا ہر کھلاڑی برٹش اوپن جیتنے کی تمنا رکھتا ہے۔ یہ ٹورنامنٹ ۴۵ سال سے باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے جس میں دنیا کے نامور کھلاڑی اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائی اس اعزاز کے حصول کے لئے صرف کرتے ہیں۔ اس ٹورنامنٹ میں پاکستانی کھلاڑی کا ریکارڈ بہت شاندار رہا ہے۔ پاکستان کے چھ کھلاڑی اب تک بائیس مرتبہ برٹش اوپن سکواش چیمپئن شپ جیت چکے ہیں۔ جہانگیر خان نے یہ اعزاز مسلسل آٹھ مرتبہ جیت کر ایک منفرد کارنامہ انجام دیا ہے۔ ان سے پہلے اگرچہ آسٹریلیا کے جیف ہنٹ بھی آٹھ مرتبہ یہ اعزاز جیت چکے ہیں تاہم وہ مسلسل آٹھ مرتبہ کامیابی حاصل نہ کر پائے تھے۔ جہانگیر خان ۱۹۸۲ء سے مسلسل یہ اعزاز جیت رہے ہیں اب وہ یہ اعزاز نویں مرتبہ جیت کر سکواش کی دنیا میں ایک نیا ریکارڈ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی کامیابی کے لئے سخت محنت کر رہے ہیں روزانہ تین گھنٹے دوڑ لگاتے ہیں۔ تیرتے ہیں اور دوسری جسمانی ورزش کرنے کے علاوہ پانچ گھنٹے کورٹ میں پریکٹس کرتے ہیں دوسری طرف جان شیر خان نے بھی اس مقابلہ کے لئے سخت ٹریننگ کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انکی زندگی کی سب سے بڑی خواہش برٹش اوپن ٹائیٹل کا حصول ہے انہوں نے کہا کہ وہ جہانگیر خان کو اپنا سخت ترین حریف سمجھتے ہیں۔ تاہم دونوں کی جیت کی صورت میں، انہوں نے کہا کہ یہ ٹائیٹل ہمارے ملک میں ہی جائے گا کیونکہ ہم دونوں پاکستانی ہیں۔ جان شیر خان نے پاکستان ٹیلی ویژن پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ سکواش کے علاوہ دوسری کھیلیں براہ راست دکھائی جاتی ہیں۔ ٹیلی ویژن کو چاہیئے کہ سکواش کے مقابلے بھی براہ راست دکھائے۔ برٹش اوپن کے فائنل میں پاکستانی کھلاڑیوں کی کارکردگی کا ایک مختصر خاکہ حسب ذیل ہے۔

سال	فاتح	رنرزاپ
۱۹۵۱ء	ہاشم خان	محمود الکریم
۱۹۵۲ء	ہاشم خان	محمود الکریم
۱۹۵۳ء	ہاشم خان	آر بی آر ولسن
۱۹۵۴ء	ہاشم خان	اعظم خان
۱۹۵۵ء	ہاشم خان	اعظم خان
۱۹۵۶ء	ہاشم خان	روشن خان
۱۹۵۷ء	روشن خان	ہاشم خان
۱۹۵۸ء	ہاشم خان	اعظم خان
۱۹۵۹ء	اعظم خان	محب اللہ خان سینئر
۱۹۶۰ء	اعظم خان	روشن خان
۱۹۶۱ء	اعظم خان	محب اللہ خان سینئر
۱۹۶۲ء	اعظم خان	محب اللہ خان سینئر
۱۹۶۳ء	محب اللہ خان سینئر	ابو طالب
۱۹۷۵ء	قمر زمان	گوگی علاؤ الدین
۱۹۸۲ء	جہانگیر خان	ہدی جہاں
۱۹۸۳ء	جہانگیر خان	جمال عواد
۱۹۸۴ء	جہانگیر خان	قمر زمان
۱۹۸۵ء	جہانگیر خان	کرس ڈٹمار
۱۹۸۶ء	جہانگیر خان	راس نارمن
۱۹۸۷ء	جہانگیر خان	جان شیر خان
۱۹۸۸ء	جہانگیر خان	روڈنی مارٹن
۱۹۸۹ء	جہانگیر خان	روڈنی مارٹن

○ عمران خان نے پاکستانی کرکٹ کے ڈھانچے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے جس کا انتظام مقامی ایسوسی ایشنز کے قیام سے ممکن ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی ٹیم کو زیادہ تر ٹیلنٹ ۱۹ سال سے کم عمر کے کھلاڑیوں کے میچوں کے ذریعہ میسر ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ وقار یونس، عاقب جاوید اور مشتاق احمد جیسے کھلاڑی ٹیم کو حاصل ہوئے ہیں۔ ان میچوں کا انتظام بنیکوں اور ایسے ہی دوسرے باحیثیت اداروں نے کیا تھا۔

○ بیجنگ میں منعقد ہونے والے گیارہویں ایشین کھیلوں کی تیاری کے سلسلے میں باکسنگ اور ٹیبل ٹینس کی خاطر غیر ملکی کوچنگ مہیا کی جا رہی ہے یہ کوچ ۵ مئی سے ان تیاریوں کی باقاعدہ نگرانی کریں گے۔

شاہی طبیب حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ ۔ ربوہ فون ۹۰۶
قلعہ کالر والا ۔ ملتان ۔ کراچی

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

مکرم رشید احمد اختر صاحب شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤالدین کے والد مکرم چوہدری خوشی محمد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے حالت تشویشناک ہے

○ مکرم فتح محمد صاحب کارکن راجہ ہومیو کمپنی کا بیٹا جس کی عمر نو ماہ ہے شدید بیمار چلا آرہا ہے۔

○ مکرمہ عقیلہ ریاض صاحبہ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور شدید بیمار ہیں۔ دونوں گردے کام نہیں کر رہے۔ نیا گردہ پلانٹ کیا جانا ہے۔

○ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب کاہلوں آف لندن کی بڑی ہمشیرہ محترمہ کنیز اختر صاحبہ بعارضہ دل، گردہ سخت بیمار ہیں ان کے پھیپھڑوں میں پانی پڑ گیا ہے اور کوپن ہیگن (ڈنمارک) ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم عبدالرحمٰن صاحب عاجز جڑانوالہ کی اہلیہ عرصہ سے علیل ہیں۔

○ مکرم محمود احمد صاحب صدیقی کارکن الفضل کی اہلیہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ ہائی بلڈ پریشر اور دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔

○ محترمہ کشور بانو صاحبہ اہلیہ مکرم منور احمد صاحب بھٹی ربوہ۔ حال مانچسٹر لندن میں بیمار ہیں۔

○ مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب گرمولہ ورکاں کی کچھ عرصہ سے طبیعت خراب ہے۔

○ مکرم شفیق احمد صاحب قیصر (فیکٹری ایریا) کی والدہ محترمہ استانی آمنہ بیگم صاحبہ کی دائیں آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم محمد اکبر صاحب قائد ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) شدید بیمار ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا عبدالغنی صاحب ساکن فتح پور ضلع گجرات ابن مکرم مرزا محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان بقضائے الٰہی ۵ اپریل ۹۰ء بروز جمعرات راولپنڈی میں وفات پا گئے۔ موصوف کی عمر ۷۴ سال تھی۔

پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ کے چچا تھے۔

○ مکرم رانا عبدالمنان خاں صاحب آف کریام ضلع جالندھر حال لاہور ۱۴ اور ۱۵ اپریل ۹۰ء کی درمیانی شب دماغ کی شریان پھٹ جانے سے وفات پا گئے۔

موصوف نے ۷۵ سال عمر پائی اور اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ۵، بیٹے اور ۸ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم میجر عبدالقادر صاحب ناظر دیوان کے ہم زلف تھے۔ موصوف موصی تھے۔ ان کا جنازہ ۱۵ اپریل کو ربوہ لایا گیا اور بعد نماز ظہر بیت المبارک میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم صوفی خدا بخش صاحب زیروی نے دعا کروائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم قاضی عبدالمتین صاحب ایڈووکیٹ سیکرٹری اصلاح وارشاد شیخوپورہ کو مورخہ ۱۰ رمضان المبارک کو بیٹا عطا فرمایا ہے جو کہ وقف نو میں شامل ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچے کا نام ابراہیم احمد عطا فرمایا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو درازیٔ عمر عطا کرے۔

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۔/۱۵ روپے
NASIR ناصر
۶۰ گرام ۔/۴۵ روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

ضرور لے جایا کرتے اور اسی طرح میری بہنیں بھی اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ زنانہ مجالس میں شرکت کرتیں۔ والد صاحب محترم اپنے بچوں کے لئے اتنے شفیق اور مہربان تھے کہ ہمیں اس پر رشک ہے۔

آپ جب تک حیات رہے مجلس مشاورت پر پابندی سے جاتے رہے۔ آپ کی وفات چند دن کی علالت کے بعد ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء کو حیدرآباد دکن میں ہوئی اور وہیں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ ہمارے والد محترم کا اپنی تمام اولاد پر یہ احسان عظیم ہے کہ جو شمع دین کی ان کے سینے میں منور تھی اسی کی لو سے ہمارے سینوں کو بھی روشن کر دیا۔ اے خدا تو ہمیں بھی سچی توفیق عطا فرما کہ اس روشنی کو ہم اپنی اولادوں کے سینے میں بھی اتار سکیں۔ اور جب تک زندہ ہیں ہمیں اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت و طاقت عطا فرما۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

کہ وہ جہاز آج نہیں پہنچے گا کل پہنچے گا۔ میرے خدا نے مجھے کہا ہے کہ تمہارے لئے جنت کے دروازے پرسوں کھول دیئے جائیں گے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص خدا تعالیٰ سے تائید حاصل کرنے والا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے نکلنے کا نام نہیں لیا۔ ہماری جماعت میں سے بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں قادیان سے باہر کیوں نکلا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں قادیان سے نکلنا نہیں چاہیئے تھا اور میں نے خود بھی کہا تھا کہ میں قادیان سے نہیں نکلوں گا۔ بلکہ میں نے بتایا ہے کہ سقراط جو ایک مامور من اللہ تھا۔ اس کی زندگی میں بھی ایک واقعہ پیش آیا۔ اور اس نے اپنے شہر سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ (روزنامہ الفضل مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۱ء صفحہ ۳ کالم ۲) جیسا واقعہ سقراط کو یونان میں پیش آیا ایسا ہی واقعہ مجھے قادیان پیش آیا۔

تبدیلی نام

میں نے اپنا نام سیدہ طاہرہ شہناز سے تبدیل کر کے سیدہ عابدہ شہناز رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے سیدہ عابدہ شہناز کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

سیدہ عابدہ شہناز سابقہ سیدہ طاہرہ شہناز
بنت سید احمد شاہ صاحب
مکان نمبر ۶/۱۹، الناہید دارالرحمت وسطی ربوہ

لذیذ چرغہ ہاؤس ربوہ میں
آٹومیٹک روٹی پلانٹ
کے ذریعے تازہ خستہ اور لذیذ روٹی۔
ایک گھنٹے میں ساڑھے چار سو روٹی
بیاہ شادیوں اور تقریبات کیلئے مرکز سلسلہ میں ایک نئی اور شاندار سہولت
ماہ رمضان میں شام کے وقت چرغہ ہاؤس کھلا رہتا ہے
پروپرائیٹر: چوہدری محمد سلیم
اقصیٰ چوک۔ ربوہ
فون ۸۰۱-۹۱۸

حیدر آبادی
فینسی چوڑیاں
کانچ کی پارہ والی چوڑیاں
سادہ چوڑیاں، پلاسٹک چوڑیاں، سٹیل چوڑیاں، سلور چوڑیاں، گولڈن چوڑیاں اور کڑے، انڈین کڑے نیز چوڑی سیٹ اور کانچ کے چھلے بھی دستیاب ہیں
شاہد شاپنگ سنٹر
افضل مارکیٹ گولبازار۔ ربوہ
بالمقابل سب تحصیل ربوہ (دکان گلی کے اندر ہے)

خبریں

ملکی خبریں

○ وفاقی وزیر داخلہ اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے جو لوگ مختلف مقدمات میں گرفتار ہوئے ہیں انہیں چھوڑا نہیں جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کا پیپلز پارٹی سے معاہدہ بھی قیدیوں کی رہائی کے مسئلہ پر ٹوٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم جونیجو اور نواز شریف کے دور میں پکڑے گئے اپنے آدمی رہا کروانا چاہتی ہے۔ ان کو صرف عدالت ہی رہا کر سکتی ہے

○ ملک غلام مصطفےٰ کھر نے کہا ہے کہ پنجاب میں تبدیلی کیلئے ہم ۶ ماہ یا سال تک بھی انتظار کر سکتے ہیں

○ اسلام آباد کی جی نائن مارکیٹ میں بم کا دھماکہ ہوا جس سے پانچ بچے زخمی ہو گئے۔

○ چوبیس گھنٹے کے دوران چار مختلف مقامات پر نامعلوم افراد نے فیصل آباد میں ایم ایس ایف کے کارکنوں اور حامیوں پر حملہ کیا۔

○ جمیعت علمائے پاکستان (نیازی گروپ) کے صدر مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ الطاف حسین کی بھوک ہڑتال غیر شرعی ہے انکی اور ہماری اب کھلی جنگ ہے۔

○ روسی سفیر نے اسلام آباد میں ایک پریس بریفنگ میں کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کشمیر کا مسئلہ شملہ معاہدہ کے تحت مذاکرات کے ذریعے حل کریں۔ کشیدگی میں اضافہ کسی کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

○ بھارتی وزیر اعظم وی پی سنگھ نے کہا ہے کہ پاکستان جنگی تیاریاں کر رہا ہے اور پاکستان کی فوج کو "ریڈ الرٹ" کے احکامات جاری ہو گئے ہیں۔

○ کراچی میں گولی چلنے کے نتیجے میں ایک شخص کی ہلاکت پر تمام مارکیٹیں بند رہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ نجیب حکومت نے گذشتہ ماہ کی فوجی بغاوت کے سلسلے میں جو وسیع پیمانے پر گرفتاریاں شروع کر دی تھیں ان کا دائرہ مزید وسیع کر دیا گیا ہے۔ جنرل تنائی کی حمائت کرنے کے شبہ میں جن افراد کو گرفتار کر کے سزائے موت دی گئی تھی اس پر عملدرآمد بھی شروع کر دیا گیا ہے نجیب حکومت نے اپنے دو سابق وزراء اور کمیونسٹ پارٹی کے خلق دھڑے کے دو راہنماؤں غلام دستگیر پنج شیری اور ڈاکٹر صالح محمد زیری کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔

○ روس نے جمہوریہ لتھوانیہ کے خلاف اقتصادی پابندیوں کا آغاز کرتے ہوئے لتھوانیہ کو مطلع کیا ہے کہ روس نے جمہوریہ کو قدرتی گیس کی فراہمی میں کمی کر دی ہے۔

○ بھارتی وزیر داخلہ مفتی سعید نے لوک سبھا میں اعتراف کیا ہے کہ کشمیری حریت پسندوں کی تحریک کے سامنے بھارتی حکومت بے بس ہو گئی ہے اور اب حکومت کرفیو کا سہارا لے کر کشمیر پر اپنا تسلط قائم رکھے ہوئے ہے۔

● زرینہ اولاد سے محروم
● بے اولاد ● اٹھراء ● سوکھا
● گرمی ● گیس
کا علاج کرنے والے
حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
حضوری باغ روڈ نزد پرانی کوتوالی ملتان
صرف ماہ رمضان کے لئے
۲۲، ۲۳، ۲۴ اپریل ۱۹۹۰ء
حکیم عبدالحمید اعوان
مطب میں حاضر ہونگے